جاؤں تو کہاں جاؤں

(نظمیں)

وشنو پد سیٹھی

انگریزی سے ترجمہ:

سہیل اختر

سرِ ورق کی پینٹنگ:

ویشالی سیٹھی

جائوں توکھاں جائوں

جائوں تو کہاں جائوں

وشنو پد سیٹھی

انگریزی سے ترجمہ:

سہیل اختر

جگنو بکس

بھوبنیشور

یہ کتاب اڑیسہ اردو اکادمی کے جزوی مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے

JAOON TO KAHAN JAOON

Poems : **BISHNUPADA SETHI**

Translated from English: **SOHAIL AKHTAR**

Year of Publication:2009; Price:Rs150.00

نام کتاب : جاؤں تو کہاں جاؤں (نظمیں: وشنو پد سیٹھی)

مترجم : سہیل اختر

سنہ / تعدادِ اشاعت : ۲۰۰۹ء / ایک ہزار (۱۰۰۰)

سرورق : سرورق کی پینٹنگ ۔ ویشالی سیٹھی

قیمت : ۱۵۰/روپے

کمپوزنگ : عائشہ، بھوبنیشور ISBN 978-81-908434-1-6

مطبع : بالاجی آفسیٹ، N-5/536، آئی آر سی ولیج، نیاپلی، بھوبنیشور

ناشر : جگنو بکس، MIG-331,M2 ستیا سائی انکلیو، کھنڈ گیری، بھوبنیشور

مترجم کا پتہ : IDCO, IDCO, JM(D) ٹاور، جن پتھ، بھوبنیشور، 751022

موبائیل : +91-9437044651

ای میل : as_akhtar_bbsr@rediffmail.com

ملنے کے پتے :

۱۔ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

۲۔ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، پرنس بلڈنگ ممبئی 400003

۳۔ انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر، راؤز ایونیو، نئی دہلی 110001

۴۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس، شمشاد مارکیٹ، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ 202002

۵۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ 800004

۶۔ آزاد کتاب گھر، ساکچی بازار، جمشید پور 831001

۷۔ شرجیل آرٹس پبلیکیشنز، ۱۱، اہیری پوکھر، فرسٹ لین، کولکاتہ 700019

اپنے مرحوم

والدین

کی یاد میں

سہیل اختر کی دیگر مطبوعات

۱. کاغذ پہ صحرا (مجموعۂ غزل) ۲۰۰۸ء

۲. منجمد افلاک کے سائے تلے (مجموعۂ نظم) ۲۰۰۹ء

ترتیب

نظمیں

عرضِ مترجّم

نظموں کا یہ انتخاب ''جاؤں تو کہاں جاؤں'' میری ترجمہ نگاری کا وہ نقشِ اوّلین ہے جو کتابی صورت میں پہلی بار منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ اس سے قبل میں نے ہندی اور انگریزی زبانوں سے کہانیوں اور نظموں کے ترجمے بھی کیے ہیں جو متعدد ادبی رسائل میں شائع ہوئے اور پسند بھی کیے گئے۔

اردو زبان میں ترجمے کی روایت اگرچہ قدیم ہے لیکن عہد بہ عہد ترجموں کی مطبوعات پر اگر نظر ڈالیں تو ان میں وہ تنوع اور تسلسل نہیں پایا جاتا جو ہندوستان کی دیگر زبانوں مثلاً ہندی اور بنگلہ یا تمل اور ملیالم میں نظر آتا ہے۔ قدیم ترجمے جو عربی اور فارسی زبانوں سے ہوئے ان کا تعلق تصوّف اور علم الاخلاق سے ہے۔ اس کے بعد بیسویں صدی میں انگریزی اور روسی زبانوں سے جو تراجم اردو میں آئے وہ یا تو نظریاتی مباحث کو فروغ دینے کی خاطر یا یونیورسٹیوں کے شعبۂ زبان و ادب کی تدریسی افادیت اور 'تحقیقی خدمات' کے پیشِ نظر شائع کیے گئے تھے۔ غیر ملکی ادب کے اردو ترجموں کی تعداد گذشتہ صدی میں تو کم تھی ہی آج تقریباً ناپید ہو چکی ہے۔

اس مسئلے کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہماری زبان میں تخلیقی ادب کے ترجمے کا جو اثاثہ آج موجود ہے وہ فکشن کے ترجموں پر مشتمل ہے اور وہ بھی

انگریزی اور روسی زبان کے گنتی کے چند ناولوں اور افسانوں کے تراجم پر۔ یہ صحیح ہے کہ
شعری اصناف کے ترجمے کا کام نثر کی بہ نسبت زیادہ دشوار ہے اور یہی وجہ ہے کہ
ہر زبان میں شاعری کے ترجمے کم پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ امر باعثِ حیرت ہے
کہ اردو کا دامن انگریزی (برطانوی اور امریکی)، فرانسیسی، جرمن، ہسپانوی، چینی،
جاپانی وغیرہ کے جدید ترین منظومات کے ترجموں سے بالکل خالی ہے۔ اور سب سے
زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ہندوستانی ادیبوں کی انگریزی نگارشات کے ترجموں
کا اردو میں دور دور تک کوئی پتہ نہیں ملتا۔ جب کہ ہندوستانی انگریزی کا تخلیقی ادب بین
الاقوامی انگریزی ادب میں قبولیت اور شناخت کی منزلوں سے مدتوں پہلے گذر چکا ہے
اور اپنے لیے ایک محلِّ وقار حاصل کر چکا ہے۔

شاعری کے ترجموں کی اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے میں نے انگیریزی نظموں کے
ترجمے کا کام شروع کیا ہے۔ یہ کتاب وشنو پد سیٹھی کے ۴۳ نظموں کے تراجم پر مشتمل
ہے۔ یہ ساری نظمیں ان کے انگریزی نظموں کے مجموعہ 'Where Shall I Go!'
سے لی گئی ہیں۔ مذکورہ مجموعے میں کل ۵۷ نظمیں ہیں۔ وشنو نے جب اپنی نظموں کے
اردو تراجم کے متعلق کہا تو پہلے میرا خیال تھا کہ مکمل مجموعے کا ترجمہ کیا جائے۔ لیکن
جب ترجمے کا کام شروع ہوا تو یہ احساس ہوا کہ اگر ساری نظموں کے تراجم شامل ہوئے
تو کتاب کچھ ضخیم ہو جائے گی جس کے حق میں نہ میں تھا نہ وشنو۔ محض زیادہ نظموں کی
شمولیت کی خاطر میں حروف کو چھوٹا کرنے اور ایک صفحے میں زیادہ مواد ٹھونسنے کے بھی
حق میں نہیں تھا کہ میرے ناقص خیال میں جب قاری ایک نظم پڑھتا ہے تو نظم کے اصل
متن سے لطف اندوز ضرور ہوتا ہے لیکن پڑھنے کے عمل میں لفظوں اور ترکیبوں کے
گرد و پیش اور بین السطور کی اپنی الگ اہمیت و معنویت ہوتی ہے۔ نظم کی تاثر پذیری
اصل متن کے ساتھ اس کے پیش کش کی بھی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ اسی لیے پہلے

سے طے شدہ ضخامت کے مدِّ نظر نظموں کا یہ انتخاب عمل میں آیا۔

وشنو پد سیٹھی انگریزی کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اب تک یہی ایک مجموعۂ کلام منظرِ عام پر آیا ہے اور اہلِ علم وفن سے داد وتحسین بھی حاصل کر چکا ہے۔ وہ حسّاس دل اور خلّاق ذہن رکھتے ہیں۔ نظموں کے موضوعات میں تنوع ہے۔ زندگی سے لے کر موت تک انسانی وجود کا ہر رنگ ان میں جھلکتا ہے۔ ان کی بعض کامیاب نظمیں ایسی بھی ہیں جو قبائلی زندگیوں پر لکھی گئی ہیں، مثلاً زیرِ نظر مجموعے کی پہلی تین نظمیں۔ یہ نظمیں قبائلی شاعری (Tribal Poetry) کی بہترین مثال ہیں۔ ان میں قبائلی زندگیوں کا بیان باہر سے مشاہدہ کر کے نہیں بلکہ ایک قبائلی کے نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ اشیاء کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ ان کی سبھی نظموں میں سادگی اور لطافت کے ساتھ بلا کی تاثر پذیری ہے۔ زبان عام فہم اور بالکل رواں دواں ہے۔ جذبات سے لبریز ان نظموں میں البتّہ گہرائی اور اسرار کا عنصر بھی ہے اور معاشرے کی پست ہوتی ہوئی قدروں پر تیکھا طنز بھی۔ یہ نظمیں قاری کو چونکاتی نہیں ہیں بلکہ آہستہ چڑھتے نشے کی طرح اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ یہ ہمیں اپنی تیز رفتار زندگی کو ذرا آہستہ کر کے یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہیں کہ آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟

میں نے ترجمے میں پوری کوشش کی ہے کہ ان نظموں کی سادگی اور روانی کے ساتھ اس کی آزاد ہئیت کو برقرار رکھا جائے۔ میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کی نشاندہی تو قارئین ہی کریں گے۔ توقّع ہے کہ وہ اپنے تاثرات سے مجھے آگاہ ضرور کریں گے۔

سہیل اختر

نظمیں

جاؤں تو کہاں جاؤں

جاؤں تو کہاں جاؤں
چھوڑ کر میں یہ دھرتی
جس کا ہوں میں متوتی
اک قبائلی کی طرح فرض ہے یہی میرا
کہ زمیں کا یہ ٹکڑا
اپنی نسل آئندہ کے حوالے کرنا ہے

اس قدیم برگد کا کون اب امیں ہوگا
جس کے نیچے ہیں آباد آتمائیں گاؤں کی
ان حسین چشموں کا ہوگا کیا خدا جانے
حمد رب العزت میں جو سدا سے ہیں مصروف

یہ چٹانیں یہ پربت

اک زمانے سے سارے

یادگار ہیں اپنے

میں کروں گا پرکھوں کو

ایک دن ضرور آزاد

جن کی روحوں کو گھر میں کر دیا تھا استادہ

کیا خبر وہ برہم ہوں

کیوں کہ میں نہ رکھ پایا

ان کی یادوں کو محفوظ

غالباً مرے اجداد

تھے بڑے ہی خوش قسمت

حکمراں نہیں تھا کوئی

اور نہ وہ رعایا تھے

بعد میرے جانے کے

'وہ' یہاں بنائیں گے

اک الگ نیا مندر

صنعتیں لگیں گی اور

مٹی سونا اگلے گی
اور ہو گا پھر آغاز ایک عہدِ نو کا بھی
جس میں وعدوں اور خوشیوں کی بہار بھی ہو گی
پر مجھے نہیں معلوم
میرے اور مجھ جیسے لوگوں کے لیے اس کی
ہو گی کوئی اہمیت
ہو گا کوئی مطلب بھی

☆

جنگل میں لوگ

سدابہار سال کے پراسرار جنگل
اپنی وسعت سے اور زیادہ حیران کرتے ہیں
خاموشیوں کی بے مثال موسیقی
جسے شوخ چشمے مدھر بنا دیتے ہیں
زرد آسمان کے پس منظر میں
مقدس پہاڑوں کی چوٹیوں کے مناظر
آنکھوں کو فرحت بخشتے ہیں

جنگل میں
شیر کی دہاڑ
اور ہرن کی کلکاریاں سننے والا

رات کے ان پراسرار لمحوں میں
کوئی بھی نہیں ہے

جلتی لکڑیوں کے الاؤ کے گرد
کچھ لوگ پیڑوں کے سائے سے نکل کر
ڈھول پر جھکے تیز دھن بجا رہے ہیں
عورتیں، بوڑھے اور جوان
سبھی کے رقص کرتے قدم
تیز موسیقی سے ہم آہنگ ہیں
عورتیں قطار میں
ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے
قریب آ کر جھکتی
اور اٹھ کر مردوں سے دور ہوتی
محوِ رقص ہیں

تیز بہتی ہوا میں
پیڑوں کی جھومتی بلیندیوں کی مانند
عورتیں رقص کر رہی ہیں
اور اپنی سریلی آواز میں گا رہی ہیں
گا رہی ہیں

اور گاتے ہوئے مردوں کے

سوالوں کے جواب دے رہی ہیں

ان مدہوش لمحوں میں

سب کھو گئے ہیں

یہ بے خودی

طاری رہتی ہے ساری ساری رات

یوں محوِ جشن رہتی ہے زندگی

خدائے ربّ العزّت کے حضور

ڈھول کی دھنیں

کبھی مدّھم نہیں ہوتیں

نہ ہی تھکتے ہیں

عورتوں کے رقص کرتے قدم

زندگی کے ان نشاط انگیز لمحوں میں

سب کے سب تلاش کر رہے ہیں

اسرارِ حیات

☆

آتماؤں کی میری دنیا

میری دنیا ہے آتماؤں کی دنیا
اسے بچانا ہے میرا قبائلی فرض
جس سے چشم پوشی کی ہمت نہیں کر سکتا میں
کہ میرا قبیلہ ہی ہے میرا مندر
اسی کے آگے جھکتا ہوں میں
جب کہ یہاں کی ہر شئے ہے غیر مرئی

ہم مانتے ہیں آتماؤں کے احکام
جو غیر تحریری شکل میں
پچھلی نسلوں سے سینہ بہ سینہ
پہنچے ہیں ہم تک روایتوں کی طرح

اور اسے ہی مانتے ہیں ہم

اپنا معیارِ حق

پہاڑ کی چوٹی ہے مورتی

اور میلوں دور سورج ہے دیوتا

گاؤں کے پاکیزہ پیڑوں کے جھنڈ میں

رہتی ہیں مقدس آتمائیں

اپنے گھر کو بنایا ہے میں نے مزار

جس میں محفوظ رکھا ہے اجداد کی روحوں کو

جو برسوں پہلے جدا ہوئے تھے ہم سے

انہیں کے ساتھ گذارتا ہوں

میں روز وشب

ان آزاد روحوں کو اب

ضرورت نہیں ہے بھٹکنے کی

انہیں میں نے لایا ہے اپنے گھر

جو خدائے برتر سے

سفارشیں کرتی ہیں ہماری خوشیوں کی

جنگل ہے ہماری زیارت گاہ

جہاں چشمے ہیں مصروفِ حمد و ثنا

میرا قبیلہ ہی ہے میری شناخت

اور آتمائیں حفاظت کرتی ہیں ہماری

ہر برائی سے

☆

میری تصویریں

میرے ذہن میں
ماضی سے حال تک کے واقعات
کوندتے ہیں بجلی کی طرح
پھر یادیں ہونے لگتی ہیں گڈمڈ
جیسے برفیلے پہاڑ کی ڈھلانوں پر
لڑھکتے ہوئے برف کے گولے
مدغم ہو جاتے ہیں ایک دوسرے میں

میں ایک فوٹو گرافر
تسلسلِ زماں میں
مکان وافراد کے درمیان

انطباق کی کڑی میں ہی ہوں

ان گنت تصویروں کے
فریموں کے انبار
قرینے سے رکھے ہوئے ہیں ایک دوسرے پر
اور پلک جھپکتے
کسی بھی فریم کی نشاندہی میں
کرسکتا ہوں بڑی آسانی سے

کس شئے سے بنے ہیں یہ فریم؟
اور کہاں ہیں رکھے ہوئے؟
کیا کسی کے پاس موجود ہیں ان کی نقلیں؟
کیا ان تصویروں کو
کوئی اور سنجوئے رکھ سکتا ہے میرے علاوہ؟

☆

میں رونا چاہتا ہوں

زمانہ ہوا سب کچھ بیتے
باقی ہیں صرف ان کے نقوش
میری یادوں میں
ان مانوس واقعات کی
دھندلی زرد تصویروں کی خاموش فلم
چلتی رہتی ہے آنکھوں کے سامنے
بار بار، لگاتار

ان سے روبرو ہونے کی
اور انہیں چھونے کی میری تمام کوششیں
ہو چکی ہیں یکسر ناکام

میرے سیلِ جذبات انہیں
نہیں متاثر کر پاتے ذرا بھی
اور بہہ نکلتے ہیں میرے اشک
خاموشی سے، بے اختیار

میں تصور کی آنکھ سے دیکھتا ہوں
اپنے وہ دن
اسکول میں کھیلنے کے
گھر میں اپنوں کے درمیان
میری کامیابیوں اور ناکامیوں کے
غم اور خوشیوں کے
جوان ہوتے ہوئے امنگوں کے
میرے وہ دن
جب میرے عزیز و اقارب
میرے پاس تھے
میرے ساتھ تھے

میں رونا چاہتا ہوں ان کے لیے
خاموشی سے، تنہائی میں
کہ کتنی شدت سے انہیں چاہتا تھا

اور چاہتا ہوں
اور محسوس کرتا ہوں ان کی کمی
اور یہ ان کی چاہت ہی تھی
جس نے کی ہے میری رہنمائی
آج تک، بہر گام

☆

جب میں روتا ہوں

میرے اندر کوئی
ہونا چاہتا ہے مجھ سے محوِ گفتگو
کسی نامعلوم زبان میں
باتیں کرنا چاہتا ہے مجھ سے
زخمی اور گداز احساسات کے بارے میں
اور اس آواز کو میرے علاوہ
نہیں سن پاتا کوئی اور

یہ خاموش الفاظ ہیں
کہے ہوئے اور ان کہے جملوں کے درمیان
جنہیں کہنے والا
کسی کی سماعت کا خواہش مند ہے

اس کی کوشش ہے
کہ محفوظ ہو جائیں یہ الفاظ

جب اشک بہتے ہیں رخسار پر
سماعتوں سے ٹکرا کر
لوٹ جاتے ہیں سوالات بے جواب
جیسے سر پٹکتی ہیں پاگل موجیں سنگلاخ ساحل پر

بڑی راحت ملتی ہے رونے سے
میری روح ہوتی ہے محوِ گفتگو مجھ سے
اور شدّتِ احساس کی گرمی سے
پگھل جاتے ہیں ناانصافیوں کے شکوے

مجھے پاک کر دیتے ہیں
یہ مکالمے
کم ہو جاتی ہیں تلخیاں
بھر جاتے ہیں ناانصافیوں کے زخم
لیکن وہ آواز
میعادِ سزا پوری کرنے کی خاطر
ہو جاتی ہے تحلیل۔ ☆

میں سو رہا ہوں

میں سو رہا ہوں
ارد گرد کی ہر شئے سے بے خبر
چہرہ ہر طرح کے جذبات سے عاری
جسم پتھر کی طرح ساکت

میں کوئی خواب نہیں دیکھتا اب
سر نہیں کرنی کوئی بلندی مجھے
کچھ جیتنے کا جوش
یا کچھ کھونے کا خوف
ختم ہو گیا ہے اچانک

دن یا رات، سردی یا گرمی

اچھا یا برا، غم یا خوشی

اب میرے لیے یکساں ہیں

بے معنی ہیں

اب میں نہیں کھڑا ہونے والا

تمہارے مقابل

تم سے بحث یا مقابلہ کرنے

نہیں دیکھو گے تم مجھے

مسکراتے یا روتے اب کہیں

اور وقت کے ساتھ

دھندلا جائیں گی میری یادیں تک

میں نہیں جانتا

کہ کیسی نیند سو رہا ہوں میں

کان کے پردے پھاڑ دینے والی آواز بھی

نہیں جگا پاتی مجھے

ایک لمحے کے لیے بھی نہیں

کہ میں جاگ سکوں پل دو پل کے لیے ہی سہی

کہ ادا کر سکوں تمہارا شکریہ ہی سہی۔ ☆

خواب سے حقیقت تک

اپنے حواس کو تازہ دم رکھنے کے لیے
ضرورت ہے مجھے خوابوں کی
اسی لیے دیکھتا ہوں خواب
ذہن میں نئے نئے تجربے
پیدا کرتے ہیں عجیب سی لطافتیں
ماضی، حال اور نامعلوم مستقبل کے
آزادانہ اختلاط بناتے ہیں طلسمی لہریں

بادِصبا اپنے ہمراہ
لاتی ہے خوشبوئیں
اور ہر شئے بھر جاتی ہے

رنگ اور تازگی سے
پھول مسکراتے ہیں
اور سارے عالم میں گھل سا جاتا ہے
ایک آہنگ خاموشی سے

ان دھڑکتے ہوئے لمحات میں
امیدیں اور خواہشات
کر دیتی ہیں اس قدر بے قرار
کہ ٹوٹ جاتے ہیں یادوں کے باندھ
مجھے محسوس ہوتا ہے
کہ اب بھی ایسے کئی حقائق ہیں
جو ہیں میری نظروں سے پوشیدہ

میں خواب سے باہر آجاتا ہوں
بیدار ہوتا ہوں
اور پاتا ہوں
کہ کچھ بھی نہیں ہے میرے اردگرد

☆

موت

یہ ہر شئے نگلتی چلی جا رہی ہے

ہر شئے

ہر پیاری خوبصورت شئے

بن رہی ہے اس کا لقمہ

یہ سب نہ جانے کہاں سماتا جاتا ہے

جاری ہے یہ عمل صدیوں سے

پھر بھی نہیں بھرتا اس کا تہہ خانہ

اس میں سماتی جا رہی ہے ہر شئے

اجسام

اذہان

خواب

امیدیں

کیا یہ ایک اندھی سرنگ ہے؟
کسی نے اسے پار کیا ہے کبھی؟
کیا اس کے باہر ہے کوئی روشنی بھی؟
کیا ہم اس قابل ہیں
کہ حل کرسکیں یہ معمہ؟
یا ہمیں رہنا ہے صرف زندہ
سب کچھ دیکھنا ہے خاموشی سے
ابروؤں کو جنبش دیئے بغیر؟

☆

برگد کا قدیم پیڑ

سو فٹ اونچا طاقتور برگد کا پیڑ
بیٹھا ہے سڑک کے کنارے
ایک تنہا مورخ کی طرح
دہائیوں قبل اس کا بیج
گرایا تھا ایک چڑیا نے
اس خطہء زمین کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے
اور اب یہ بن چکا ہے
ایک تناور درخت
اس کی مظبوط شاخوں سے جھولتی جڑیں بھی
زمین کی گہرائیوں میں اتر کر
تنے کی شکل اختیار کر چکی ہیں

بچّوں نے اس کی لٹکتی جڑوں کو

بنایا ہے جھولا

قریبی گاؤں کے پیار کرنے والے جوڑوں نے بھی

اس کے تنوں کے درمیان

لی ہے پناہ رات کے اوقات میں

پیڑ نے اس کے زیرِ سایہ ستاتے

تھکے مسافروں کی گہری سانسیں سنی ہے

کسی جنازے سے لوٹتے

غم زدہ گاؤں والوں نے بھی

وہاں پایا ہے آرام

پھیل چکا ہے اب اسکا خاندان

زمین کے بڑے رقبے پر

پرندوں، شہد کی مکھیوں

اور بندروں کی کئی نسلیں

پروان چڑھی ہیں اس پیڑ پر

صدیوں سے زندہ یہ پیڑ

اب ہو چلا ہے کمزور

دیمکوں اور دوسرے کیڑوں نے

کھوکھلا کر دیا ہے اسے اندر سے
پرندوں، شہد کی مکھیوں اور بندروں نے
پناہ ڈھونڈ لی ہے اب جوان درختوں پر
جن کے سایے زیادہ گھنے،
پتیاں زیادہ ملائم
اور شاخیں زیادہ مضبوط ہیں

اب اس پیڑ کو اکھاڑنے کے لیے
ہوا کا کوئی جھونکا ہی کافی ہے
اب کوئی بھی اس کی کمی
نہیں محسوس کرے گا
یہ پیڑ زندہ رہے گا
جوان پیڑوں کی یادوں میں

☆

جاڑے کی رات

جاڑے کی رات
شبنم کا کمبل اوڑھے
منتظر ہے میری کھڑکی کے باہر
سورج کی پہلی کرن کی
دیدار کی امید میں

گذشتہ رات معطر ہو اٹھی تھی
کنول کے ہزاروں پھولوں کے کھلنے سے
میں ہو گیا تھا بے خود
جب میرے محبوب نے
کوئی دھن چھیڑی تھی وینا پر

اس کی نازک انگلیاں
تخلیق کر رہی تھیں زندگی کے راگ

رات کی یاد تازہ ہے ابھی
میں کھولتا ہوں کھڑکی
نرم کرنیں داخل ہوتی ہیں اندر
جیسے سورج ہاتھ بڑھا رہا ہو
مصافحے کے لیے
بھر جاتی ہے مجھ میں
نئے خوابوں کی توانائیاں
ایک نئے دن کی امید کے ساتھ

☆

زندگی کی قوتیں

بے چین ندی

انجانے راستوں پر بہتی

وادی کا سینہ چیرتی

ایک نامعلوم سی عجلت میں ہے

کیا ندی

اپنے پیٹ میں کلبلا رہے کنکروں کو

کر دینا چاہتی ہے خاموش؟

یا بننا چاہتی ہے کسی اسرار کا حصّہ؟

یا کسی منزل کی تلاش میں ہے سرگرداں؟

سورج اور بادلوں کا کھیل کون کھیلتا ہے؟

کون پوشیدہ ہے برف پوش پہاڑوں کے پیچھے؟

اور کیوں؟

کس نے عطا کی اس پتھر کو چمک؟

صبح کی پہلی کرن

ایک نئے دن کی نوید لیے

جگاتی ہے مجھے

شام کی پروائیاں

راحت پہنچاتی ہیں تپتی زمین کو

پھر رات کی چادر

ڈھانپ لیتی ہے سب کچھ

میں ان سب میں

کھو جاتا ہوں آہنگ و یگانگت

اور سلام کرتا ہوں

زندگی کی قوتوں کو

☆

کہاں ہے میری دنیا؟

روشندان سے چھن کر آتی

چاند کی کرنوں سے

اس کا نصف چہرہ روشن

اور نصف میرے کمرے کی تاریکیوں میں اوجھل

بار بار یاد آتا ہے مجھے

کیوں اس کا خاموش چہرہ

یاد آتا ہے اس راگ کی طرح

جسے مدّتوں پہلے

ادھورا چھوڑ دیا تھا کسی گلوکار نے؟

اور موسم گذرتے رہے

بہار اور سرما

برسات اور خزاں

وہ وصل کے لمحات

جب اپنے گھر میں ہم

ایک دوسرے کی بانہوں میں ہوتے

اور شام لازوال ہو جاتی

ہمارے جسم سما جاتے ایک دوسرے میں

اور ہمارے جسموں سے

مٹی کی سوندھی خوشبو آتی

کیا میں وہ خوش نصیب ہوں

جو رحمِ مادر میں لوٹ آیا ہے دوبارہ؟

لیکن میں آیا کہاں سے؟

اور کہاں تھا اب تک؟

یہ شہر ہے کون سا؟

یہاں کی سڑکیں ویران

اور ہر طرف ہے صرف

خاموشی اور سناٹا

دھند نے مٹا ڈالی ہے ہر شباہت

آدھی رات کو کھلتی ہے آنکھ

کوئی بھی تو نہیں میری بانہوں میں

لیکن کہاں ہیں میری بانہیں

میرا جسم، میرا سر

اندھیرے میں نہیں ڈھونڈ پاتا خود کو بھی میں

اور کوئی آواز کہتی ہے

نہیں ہوں میں گھر پر

جہاں مجھے ہونا چاہئے

میرا کبھی کوئی گھر تھا ہی نہیں

شاید اسی بے نام گلوکار کی آواز

گونج رہی ہے مجھ میں

وہی چھوڑا ہوا ادھورا راگ

'تیرا کوئی گھر تھا ہی نہیں.....'

☆

بے جواب سوالات

مسلسل بارشوں سے ندی چڑھنے لگی ہے
کناروں سے ابل کر ہر طرف
پھیل جانے کی اس کی خطرناک خواہش
روز افزوں ترقی پر ہے

مچھوارے لوٹ آئے ہیں
بارش کا گیت گاتے ملاح بھی قریب ہیں
مرد و زن کا جمِ غفیر ہے گھاٹ پر
چھوکرے چھلانگ لگا رہے ہیں پانی میں
مچھلیوں کا شکار کرتے پرندے
سیکڑوں کی تعداد میں سطحِ آب سے اوپر

ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں

ایک چھوٹی سی کشتی میں جا رہا ہے پجاری
شام کے وقت مندر میں دیئے روشن کرنے
پہاڑی پر واقع اس مندر کا رابطہ
اس بارش میں ٹوٹ گیا ہے زمین سے
یہی ندی گرمیوں میں سوکھ کر زرد پڑ گئی تھی
لیکن اب بارشوں میں
زبردست ہلچل ہے یہاں

سورج غروب ہو رہا ہے پہاڑی کے پیچھے
اور ذرا فاصلے پر
گاؤں کے دوسرے سرے پر واقع
شمشان سے جوڑنے والا پل
نظروں سے اوجھل ہو رہا ہے بتدریج
میں لوٹ آتا ہوں گھر
ذہن میں لاتعداد بے جواب سوالات لیے

☆

ٹائیل پر کندہ الفاظ

چار پائی پر لیٹے لیٹے
برآمدے میں رکھے
مٹی تیل کے چراغ کی
کانپتی ہوئی لو کو دیکھ رہا ہوں
ہوا کے ہلکے جھونکے سے
پھڑ پھڑا رہے ہیں میری کتاب کے اوراق
چھت میں لگے منگلور ٹائیلوں سے
کچھ روشنی منعکس ہو کر
پڑ رہی ہے میرے چہرے پر
میں تحسین بھری نظروں سے دیکھتا ہوں
ٹائیل پر کندہ 'محبت ہی خدا ہے' کے الفاظ

اسے کسی نیک مستری نے
کچھ سوچ کر تراشا ہوگا اپنے سانچے میں

وقت گذرتا رہا
میں بڑا ہوتا گیا
اور ہمیشہ میری نظریں
ٹائیل کے ان الفاظ پر پڑتیں
میرے شہر آنے تک وہ ٹائیل
سردی، گرمی، بارش اور آندھیوں سے
ہم سب کی حفاظت کرتے رہے
اور خود موسموں کی مار کھا کر کمزور ہوتے رہے

مجھے یاد ہے
جب بندروں کے ایک غول نے
گاؤں میں درختوں کو بنایا تھا اپنا مسکن
اور سارے کتوں کو کر دیا تھا خوفزدہ
ہمارے سروں پر سے گذرتے
ایک درخت سے دوسرے درخت تک
اپنا ہوائی راستے طے کرتے
اور چھتوں پر ان کے کودنے سے

کچھ ٹائیل ٹوٹ گئے تھے
جس کا بے حد رنج تھا مجھے
حالانکہ میرے والد نے بعد ازاں انہیں
تبدیل کروالیا تھا

برسوں بعد اب ان چراغوں کی جگہ
لگ گئی ہیں بجلی کی بتیاں
ٹائیلوں کی جگہ بھی اب ہے
کانکریٹ کی چھت
لیکن آج بھی جب میں گاؤں جاتا ہوں
میری نظریں بے اختیار
اٹھ جاتی ہیں چھت کی طرف
اور ڈھونڈتا ہوں ان ٹائیلوں کو
جواب محض گذشتہ دنوں کی یاد ہیں
اچانک یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں
کہ لاتعداد ٹائیل لگے ہوئے ہیں میرے جسم پر
مٹی کے ٹائیل، تیز آنچ میں تپائے ہوئے ٹائیل
جس پر کھدے ہیں الفاظ
'محبت ہی خدا ہے'

☆

مضطرب سمندر

بہت زیادہ مضطرب ہے سمندر
یہ اضطراب گھٹتا بڑھتا رہتا ہے
وقت کے ساتھ
لہروں کے اتھل پتھل کے پیچھے
کارفرما ہے کوئی ذہن
جیسے کوئی پاگل خواہش
پوشیدہ ہو سمندر کے اندر
حدِ نظر تک پانی کی یہ وسعت
نا قابلِ فہم ہے
اور کسی کمی کا احساس ہوتا ہے

ساکت ساحلِ سمندر
خاموش نظر آتا ہے
دھیان میں مگن کسی جوگی کی طرح
جیسے ساحل کے سامنے
کچھ بھی نہیں ہو رہا ہو
نہ ہی کچھ ہونے کا امکان ہو
وقت کے ریت تلے پوشیدہ ہے
ازلی سکون

ہر طرف بہتات کے باوجود
ایک غیر آسودگی ہے
بچّے کو تلاش ہے بچپن کی
تو جوانی کو زندگی کی
اور بڑھاپا چاہتا ہے امید
اس افراط کی دنیا میں
صرف ایک احساسِ خلا ہے
ہر طرف

پارک میں صبح

مشرقی افق پر طلوع ہوا کم سن سورج
ایک بچہ ہے
جس نے اپنے چہرے پر پوت رکھی ہے
اپنی ممی کی لپ اسٹک
اور مغربی آسمان کے چاند سے
کہتا ہے چلے جانے کے لیے
کہ اب پورا ہو چکا ہے
اس کا وقت

بھوکے بگلے اور بطخیں
نم گھاس کے قالین پر

تلاشِ رزق میں ہیں مصروف
میری موجودگی سے بے پروا
روکتے ہیں میرا راستہ

نیند سے بیدار کرنے کے لیے
فضا میں گونجتی ہے
کسی پیڑ میں پوشیدہ کوئل کی کوک
نیچے ایک خالی بنچ ہے
جو ڈھکا ہوا ہے
کدمب کے پیڑ سے گرے ہوئے
گہرے سرخ پھولوں سے
یہاں بیٹھے تھے رات دو پیار کرنے والے
اب تک بنچ پر ہیں
ان کی گرم جوشیاں
ان کے وعدے، ان کے خواب
اور ان کی سرگوشیاں
پیڑ گواہ ہے ان کی محبت کا
لیکن شرما رہا ہے کچھ بتانے سے

کسی ذمہ دار مالی کی نگہداشت میں لگی

گیندے کی کیاریوں میں
اگے ہیں بہت سارے پھول
بڑے بڑے، خوبصورت اور کئی رنگوں کے
نوخیز لڑکیاں یہاں سے
گذرتے ہوئے بہت شرماتی ہیں

ادھر اس کونے میں جمع ہیں
چند عمر دراز لوگ
جو قہقہہ لگانے والے کلب کے ممبر ہیں
لیکن آج ان میں سے
کوئی بھی نہیں ہنس رہا ہے
جب میں قریب سے گذرتا ہوں
تو 'رادھے رادھے' گانے والا
اس گروپ کا لیڈر نظر نہیں آتا
وہ آج نہیں آیا ہے
نہ کبھی دوبارہ یہاں آئے گا

سورج کچھ اور بلند ہو جاتا ہے
فضا میں گونجتی ہے دربان کی سیٹی
یہ پارک کے وقت کے

خاتمے کا اعلان ہے

جب پارک سے آخری آدمی بھی نکل جائے گا

پھاٹک بند ہو جائے گا

پھر جب باہر کی دنیا فعّال ہو گی

پارک آرام کرے گا

اور اس صدمے سے

سنبھلنے کی کوشش کرے گا

جو ایک مونس کو کھونے سے آج ہوا ہے

جو بلا ناغہ کئی سالوں سے

روز آتا رہا ہے یہاں

☆

میری محبوب خاموشی

ندی کنارے چٹان پر بیٹھا میں
سنتا ہوں اس خاموشی میں
پانی کی موسیقی
دیکھتا ہوں تہہ میں
نیلے، سرخ اور سفید پتھروں کو
بڑا سکون ملتا ہے مجھے
اس سرد پانی سے

میرے باغیچے کی خاموشی میں گھلتی
شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ
اور علی الصبح چڑیوں کی چہچہاہٹ

مجھے کھینچ لاتی ہے یہاں بار بار

جاڑے کی صبحوں میں
جلتی لکڑیوں کے چٹخنے کی صدائیں
اور راتوں میں
پنکھے، فریج اور پرندوں کی آوازیں
احساس دلاتی ہیں مجھے میرے ہونے کا

ندی کنارے تنہا ٹہلتے ہوئے
سطحِ آب پر جال پھینکنے کی آوازیں سننا
اچھا لگتا ہے مجھے
میں پہروں بیٹھا
بیچ ندی سے بلند ہوتے
ملاحوں کے گیت سنتا رہتا ہوں

ریت کے ٹیلوں سے ٹکراتی موجیں
مندر سے آتی گھنٹیوں کی آوازیں
سڑک پر جمع ہوئے پانی میں کھیلتے بچے
رات کے وقت پتوں سے ٹپکتی شبنم کی بوندیں
اگست کی موسلا دھار بارشیں

کسی چرواہے کی بانسری کی تانیں
شب چہل قدمی کے دوران
خشک پتوں کی سرسراہٹیں
ہوا میں جھومتی پیڑوں کی شاخیں
اور شاخوں پر چڑیوں کی چہچہاہٹیں
بنادیتی ہیں خاموشی کو خوشنما

خاموشی کا تقاضا یہی ہے
کہ میں زندگی کے سُر کی تلاش کروں
اور فطرت سے ہم آہنگ ہو جاؤں
کہ محسوس کروں
زندگی کی خوبصورتی اور سرور

☆

نفرت کے لیے ایک نظم

شبنم سے ہے میرا گھر یوں ڈھکا ہوا
جیسے جمی ہو گھر پر برف کی ایک پتلی پرت
گھر کے تمام افراد ہیں محوِ خواب
اور ہے مکمل خاموشی چاروں طرف

میری چھوٹی بچی اٹھ کر
طوطے سے باتیں کرنے لگتی ہے
میں اسے آہستہ بولنے کے لیے کہتا ہوں
کہ کیا پتہ دیواروں کے بھی کان ہوں

باہر، میرے گھر سے دور

چند عمارتیں بم سے اڑا دی گئیں ہیں
بوڑھوں، جوانوں، سینکڑوں لوگوں کو
نکالا جا رہا ہے
کچھ کو لے جایا جا رہا ہے، ہسپتال
اور کچھ کو ندی کنارے شمشان

کوئی نہیں سویا ساری رات
یہی خدشہ ہر دل میں
کہ اگلی صبح دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں

نفرت کو غسل دیا جا رہا ہے
لہو کے تالاب میں

مجھے لگتا ہے
کہ میں محفوظ ہوں
جب کہ گھر میں بجلی نہیں ہے
اور شبنم نے ڈھک لیا ہے سارا گھر
اب تک بیدار نہیں ہوا ہے میرا طوطا
میری بچّی کو صبح بخیر کہنے

☆

جدائی

فقیر کی ہدایت تھی
کہ اس طرح چلتے رہنا ہے مجھے
جیسے پرواز کرتے ہیں پرندے
اپنے راستے پر، اپنے پیچھے
کوئی نشان چھوڑے بغیر
یہ یقین کرنا مشکل ہے
کہ روح جسم سے اس طرح جدا ہو سکتی ہے
جیسے کوئی تبدیل کرتا ہے کپڑے

بچھڑتے وقت
بوجھل ہو جاتا ہے میرا دل

جدا ہونے سے پہلے
سخت بے چینی محسوس کرتا ہوں
گذرتے وقت کو
پکڑنے کی کوشش کرتا ہوں
جب کہ مجھے معلوم ہے
میں نہیں لوٹ پاؤں گا دوبارہ
نہیں مل پاؤں گا پھر اپنوں سے
یہ لمحے قربت کے
گذر جاتے ہیں سرعت سے
کسی تیز رفتار ٹرین کی طرح

چلتے چلتے
مڑ کر دیکھتا ہوں پیچھے
یاد آتی ہیں وہ ساری باتیں
چائے کی چسکیوں کے درمیان گفتگو
کبھی نہ ختم ہونے والے
وہ بے معنی بحث و مباحثے
میرے قدم جکڑتی ہیں
یہ عمارتیں، یہ سڑکیں
شناسا چہرے، یہ پیڑ، یہ شہر اور تقریبیں

بھلے ہی میں نے

نہیں چھوڑا کوئی نقش اپنے پیچھے

لیکن ان راہوں کے نقوش

باقی رہیں گے میرے ذہن پر

یہی ہے میری دولت، میرا اثاثہ

جو رہیں گے میرے رہنما

میں جاؤں جہاں بھی

ہر شئے کی معنویت پر غور کرتا ہوں

احتساب کرتا ہوں

کہ کون سا لمحہ تھا زندگی کا مسرت ترین

میں غالباً رہوں گا

بسترِ مرگ پر

جب ایک فلم کی طرح ساری یادیں

چل رہی ہوں گی میری آنکھوں کے سامنے

☆

مرسی کلنگ (MERCY KILLING)

میں نے دیکھا ہے
اچھی طرح کھلائے پلائے، تندرست
دھلے دھلائے بکروں کو
جنہیں لے جایا جاتا ہے
قربانی کے لیے
رحم دل دیوی کے آسن کے سامنے تعمیر کردہ
قربان گاہ کی طرف
جہاں کی مقدس فضا
پجاریوں کے ورد
اور شنکھوں، گھنٹیوں کی آوازوں سے
ہو جاتی ہے اور زیادہ پاکیزہ

میں ان ملزموں کو جانتا ہوں
جنہیں ان کے زخموں کے مندمل ہونے
اور پوری طرح صحت یاب ہونے کے بعد ہی
لٹکایا جاتا ہے پھانسی پر

میں نے پڑھا ہے
ان لاکھوں بھوکے انسانوں کے بارے میں
جنہیں دولت مندوں کی ریلیف پر
صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے
کہ بعد ازاں ان پر بمباری کی جا سکے

بحث جاری ہے
کہ جان لینے کے وقت
کیسے کم کیا جائے
موت کے درد کو

میں ایک مجروح جنگی قیدی ہوں
تم سے شکست کھانے کے بعد
میری بہترین نگہداشت کی جا رہی ہے
ایک معصوم جانور کی طرح ہوں میں

کچھ بھی سمجھنے سے قاصر

تمہاری خیراتی مدد سے میں

پہلے سے بہتر محسوس کرر ہا ہوں

پھر بھی یہ سوال کھٹکتا رہتا ہے مجھ میں

کہ کیا واقعی میرا درد کم ہوا ہے؟

☆

نیا موسم

اس موسم کی آمد پر
میرے اندر کے دریا میں اُمڈ آیا ہے
محبت کا لازوال سیلاب
میرے تصور کے باغ میں
کھلے ہیں پھول
اور پھیلی ہے خنک چاندنی
میرے ان الفاظ پر تم شاید
مجھے دیوانہ کہو

ہم نئے رشتوں کے گھر میں ہیں
اور میں نے تمہیں لپیٹ لیا ہے

اپنی روح کے قالین میں
معصوم الفاظ سرگرداں ہیں
درِ ماضی سے اندر داخل ہونے کی کوشش میں

دیکھو!
میں بھیگ چلا ہوں جذبات کی بارش میں
صرف مسکراتا ہوں
کچھ کہہ نہیں پاتا
نہ جانے یہ میری خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی
کہ تم نہیں سمجھ پاتی ہو میرے جذبات
جو مخفی ہیں
میری حرکات و سکنات میں
اور میرے کہے اور ان کہے الفاظ میں

میں خوابوں کا سوداگر
منتظر ہوں
کہ میرے اندر بھی پھول ضرور کھلیں گے
میرے الفاظ کی جادوگری
اور میرے تمام شبنمی احساس
صرف اور صرف تمہارے لیے ہیں

میری خواہش ہے
کہ تم سدا خوش رہو
میری رہو

☆

مجھے مزید جینے دو

آدھی رات کے وقت
جگا دیتا ہے مجھے سرد ہوا کا جھونکا
محسوس کرتا ہوں پیاری ماں کی موجودگی
اور مجھ میں جینے کی خواہش بڑھ جاتی ہے

بڑے شوق سے دیکھتا ہوں
مشرقی افق کی طرف
طلوع ہو رہا ہے ایک نیا دن
سنہری کرنیں پھیل رہی ہیں ہر طرف
میں کھو جاتا ہوں
افق پر جنم لے رہا ہے

نیا سورج

صبح کے تقریبی لمحات میں
ایک نوزائیدہ بچے کی طرح
خیر مقدم ہے سورج کا
دنیا جاگ اٹھی ہے
اس عظیم واقعے کا مشاہدہ کرنے

جب افق سے پھوٹی ہوئی روشنی
پھیل جاتی ہے چاروں طرف
میں بھی گم ہو جاتا ہوں
دن کی مصروفیات میں
پھر شام ہونے کے بعد
کرتا ہوں اپنا احتساب

سنتا ہوں
اپنے اندر سے اٹھتے سوالات
کوشش کرتا ہوں
کہ دے سکوں سارے جوابات
دیکھتا ہوں

آسمان میں تاروں کو

ان کے بے باک اشاروں کو

جھینپ سا جاتا ہوں

اور بڑھ جاتی ہے

مجھ میں مزید جینے کی خواہش

☆

ماں کی چیخ

آدھی رات کو

جب ہر کوئی ہوتا ہے محوِ خواب

صاف سنائی دیتی ہے

جھیل کے اس پار سے آتی ایک چیخ

ایک ایسی جگہ

جو واقع ہے جنگل کے اندر

بلند ہوتی ہے

اس کے رونے کی آواز

اسے معلوم ہے

کہ اس کے بیٹے پھر لڑنے والے ہیں

یہ ثابت کرنے
کہ کون ہے زیادہ طاقتور

اس نے پروان چڑھایا ہے
ان مردوں کو
چھوٹا سے بڑا کیا ہے
صرف اس تمنا پر
کہ وہ کلیوں کی طرح
پھول بن کر کھلیں موسمِ بہار میں

پھر بھی
وہ اس کی التجاؤں سے بے پروا
صرف خون ہی بہاتے رہے ہیں
ایک دوسرے کا

وہ ایک ماں ہے
کیسے برداشت کر سکتی ہے
کہ اس کے بیٹے اس کے سامنے
دم توڑیں
لیکن یہی ہونے والا ہے

اگلے دن

اس دھرتی ماں کو ڈھارس

کون دے گا

کہ صرف وہی جانتی ہے

ان کو پالنے پوسنے

اور ان کو بڑا کرنے کا درد

☆

مخنّث

نہ جانب داری ہے
نہ کسی ہم جنس کی خواہش
نہ کسی ساتھی کو کھونے کے خطرے سے اُبھرنے والا حسد
نہ ہی محبت سے محروم ہو جانے کا خوف

بوجھ بڑھ گیا ہے زمین پر
مستقبل ہے تاریک تر
یہاں کے مسائل کے اضافے میں
نہیں ہے ہمارا کوئی حصّہ
ہماری وجہ سے نہیں ہوئی ہیں
دنیا کی پریشانیاں فرزوں تر

آنے والی مخلوقات میں
ہم نہیں چاہتے کوئی اوّلیت
اور نہ ہی چاہتے ہیں کوئی شرکت
مستقبل کو جانبدار بنانے کی
نہیں ہے کوئی ضرورت
کسی ملن یا جدائی سے
کسی محبت سے یا نفرت سے

ہم نسلِ آئندہ کے لیے دعا گو ہیں
کہ ان کے وصل ہوں پر لطف
اور دعا مانگتے ہیں
کہ بچھڑے ہوئے مل جائیں دوبارہ
خواہ وہ ہم میں سے ہوں
یا ہوں ہم سے مختلف

ہماری تنہائیوں کو
نہ قلعے پُرکشش لگتے ہیں
نہ جنگل
ہم نہیں کرتے موجوں کی سواری
کہ جوش سرد ہونے پر

ہمیں گھیرے اداسی

'موکش' کی خواہش بھی
محض ایک خواہش ہے
ہم نہیں کرتے ایسی کوئی آرزو یا کوشش
ہمیں احساس ہے
اپنے جز ہونے کا
اور یہ معلوم ہے کہ آخرِ کار
ہمیں حصہ بننا ہے
اسی کُل کا

☆

موت کے بادلوں پر سوار گدھ

کئی میٹر بلند ہوا سمندر
ہواؤں نے زمین بوس کر دیا سب کچھ
اب زمین یوں نظر آتی ہے بے جان
جیسے مٹ چکا ہو زندگی کا نام و نشان

کالے بادلوں کے پیچھے
لاشوں کی بو سونگھتے
تاریک گدھوں کے جھنڈ
اپنے مظبوط کالے پروں کے ساتھ
موت کے گیت گاتے
اترتے ہیں قطاروں میں

لاشوں سے اپنی ہوس اور بھوک مٹانے

بے خوف منڈلاتے ہوئے
موت کی سرعت سے
شکار کرتے ہیں وہ اپنی تیز آنکھوں سے
ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں
ایک شہر سے دوسرے شہر
گھر کی چھتوں پر سے
کھیتوں میں اور جنگلوں میں بھی

نئی اور پرانی جگہیں
یکساں طور پر ہیں ان کی شکار گاہ
اپنی تعداد میں یہ کر رہے ہیں
روز افزوں اضافہ
یہ اپنے ساتھ لیے چلتے ہیں
موت کے تاریک بادل
اور کسی بھی حادثے کے بعد
یہی ادا کرتے ہیں آخری رسومات
ان کا وعدہ ہے وہ از سرِ نو تعمیر کریں گے ہر شئے

☆

مت روکو میرا بہاؤ

مانسون کی آمد پر
فضا میں آئی تبدیلیاں
بھر دیتی ہیں مجھ میں سنسنی سی
بارش کی بوندوں کی موسیقی سے
تیز ہو جاتی ہیں میرے دل میں
جوان دھڑکنیں
میرے اندر خیالات کے تازہ چشمے
پہاڑوں سے اترتے ہیں
اور دل میں موجزن ہوتا ہے
موج در موج دریا

مجھے قید کرنے میں ناکام ہیں میری حدود
انہیں توڑ کر پرواز کر جاتا ہے میرا وجود
زندگی کی ترنگوں کے ہمراہ

میں بے حصار
کبھی کبھی بے خیال
اتر پڑتا ہوں
پرانی اور نئی جگہوں پر
اور محسوس کرتا ہوں
اپنے ہم نشینوں کی دھڑکنیں

معلوم و نامعلوم مقامات سے
مجتمع ہوئے ہیں میرے جسم کے ذرات
جن کے آزادانہ اختلاط سے
ہوئی ہے میری تشکیل
ہر شئے، ہر جز
ہے شاملِ سفر
گامزن ہے جانبِ بحر
اور حصہ بن جانا چاہتا ہے
کُل کا، پرماتما کا

جب تم آ ملے تو میں نے سوچا
ہو جائے گا یہ سفر خوشگوار
اور تیز ہو جائے گی ہماری رفتار
گاتا جاؤں گا میں گیت پیار کے
جیسے گائے تھے کرشن نے رادھا کے لیے
ان پیار کی راہوں پر

لیکن کب پسند تھا تمہیں میرا بہنا
تم نے چاہا رک جاؤں میں کسی طرح
ایک باندھ کی طرح میرے سینے پر کھڑے ہو کر
روک ڈالا میرا بہاؤ
یہی خواہش تھی تمہاری
کہ سیلِ زمان و مکان کے رخ کو
پھیر دیا جائے کسی بھی طرح

تمہاری مدافعتوں سے
اس قدر بڑھا میرا ٹھہراؤ
کہ اب بارش کی بوندیں بھی
نہیں پیدا کر پاتیں ترنگیں
فضاؤں میں آئی تبدیلیوں میں

اب نہیں میری کوئی دلچسپی
نہیں ہوتا محسوس نیا کچھ بھی
پہاڑوں کے چشمے بھی
اب اتر جائیں گے دوسرے دریاؤں میں
میں خشک ہو کر ہو جاؤں گا محروم
اور وقت کے ساتھ معدوم

☆

نہیں چاہئے بہار

کڑکڑاتی ٹھنڈ کے ساتھ خشک سرما
آیا ہے لے جانے
میرے درخت کے پتے
اور میرے باغیچے سے پودے
سورج بھی ہوتا ہے مہمان
چند گھنٹوں کا
اور سب کو جلد گھر لوٹ جانے پر
کرتا ہے مجبور

مختصر عرصۂ بہار میں بھی
میرے پیڑ پر کوئل نے گائے گیت

اور شاخوں پر پھوٹیں
نرم ہری کونپلیں
جنوبی ہوا اپنے ہمراہ سوغات لائی
نازک پنکھڑیوں والے گلابوں کی

گرمیاں آرہی ہیں
جب روز و شب ہو جائیں گے
کسی برہم جوگی کی طرح بے درد
اور سورج کی وحشی کرنیں
دھرتی کو کر دیں گی خشک و زرد

نہیں ہوگا پانی بھی
میرے تالاب میں مچھلیوں کے لیے
کیکڑے بھی ڈھونڈیں گے نئے ٹھکانے
سڑکیں ہو جائیں گی سونی
نہیں ہوگا راہگیروں کا دیدار
اور نہ بازار میں ہوں گے خریدار
دن کے وقت پھیل جائے گی
ایک اداسی سی
جیسے کسی بادشاہ کی موت کا

منا رہا ہو سوگ ہر کوئی

جب ابھی سردیاں ہوں گی دور
گرمیاں ہوں گی طویل اور طویل
ان دونوں ناخوشگوار موسموں کے درمیان
دبی ہوگی یادِ بہار، میٹھی میٹھی لیکن قلیل

اس طرح میں یاد کرتا ہوں
اس خوشی کو
جس کی حلاوتوں نے
نئے معنی دیے میری زندگی کو
سرعت سے گذر گئے وہ روزِ مختصر
اور میں لوٹ آیا ہوں اپنی پرانی طرز پر

اب ہو چکی ہے رخصت ساری ملائمت
اور ہر طرف کی سختیاں بنی ہیں آفت
چار دن کی چاندنی کے بعد
اگر ہونا تھا یوں ہی اندھیر
تو اچھا ہوتا
کہ میں رہتا بہار کے بغیر

گاتی کوئلوں کی جگہ شاخوں پر
کوّوں کو دیکھنے کا ڈر
نہیں ستاتا اس قدر
اگر گذرتے ہی سردیوں کے
آجاتے دن گرمیوں کے

☆

تبدیل ہوتے موسموں کا نظارہ

چند دن قبل اپنے برآمدے میں
اسی کرسی پر بیٹھا میں
دیکھ رہا تھا
خالی سڑکیں
پتوں سے عاری پیڑ
سخت گرمیوں کی دوپہریں
جب رک جاتی تھیں ہوائیں
اور ہر طرف ہوتا محض سناٹا
نہ کوئی آواز، نہ کوئی آہٹ
گونگا سا لگتا دن کا وقت

اور آج گھر کی اسی جگہ پر بیٹھا
دیکھ رہا ہوں برستی بارش کی پھواریں
سن رہا ہوں باہر پودوں پر گرتی
بوندوں کی آوازیں

اشوک پیڑ کی شاخیں
کومل سبز پتیوں سے زیادہ
ڈھک گئی ہیں سرخ پھولوں سے
آسمان ہے ابر آلود
بجلیوں کی چمک اور کڑک
یہ کر رہی ہے اعلان
کہ خدا نے دے دیا ہے دھرتی کو
اب بارش کا وردان

دھل گئی ہیں سڑکیں
ہر شئے ہے تر و تازہ
بھیگے ہوئے دو ننھے پرندے
بیٹھے ہیں شاخ پر ٹھٹھرتے

خوشی سے جھوم رہا ہے نیم کا پیڑ

میری بچی پوچھتی ہے
بارش کیوں نہیں ہوتی سارا دن

ہسپتال میں پوسٹ مارٹم سنٹر کے قریب
سنائی دیتی ہے ایک چیخ
دونو جوان وہاں تیزی سے پہنچتے ہیں
ایک بوڑھے کو لے جایا جا رہا ہے
جو ایک کار کے نیچے آ کر کچلا گیا ہے

میں بچی کے سوال کا جواب دیتے دیتے
کہ برسات ہر سال یونہی آئے گی بار بار
کہ یوں ہی چلتا رہے گا زندگی کا کاروبار
گڑبڑا جاتا ہوں
چند لمحوں کے لیے بھول جاتا ہوں
کہ کیا کہہ رہا تھا
اور اس سے پوچھ بیٹھتا ہوں
کہ کیا وہ مجھے چاہے گی
میں جنم لوں دوبارہ اگر
اس کا ہی بچہ بن کر

☆

عقب سے آتی قدموں کی چاپ

گھڑیال کی آواز سن کر
میں حسبِ معمول عجلت میں ہوتا ہوں
لان پر چند قدم رکھتے ہی پاتا ہوں
کہ گھاس پر شبنم کے قطرے
خشک ہو چکے ہیں

گیندے کے پھولوں کے
خوبصورت سنہرے چہرے
زرد پڑ چکے ہیں
جیسے کسی حاسد کنواری نے
چھڑکاؤ کر دیا ہوان پر گدلے پانی کا

عقب سے کسی کے آنے کی آواز پر
میں چونک پڑتا ہوں
مڑ کر دیکھتا ہوں
تو کوئی بھی نہیں ہے
لان کے راستے ہیں
خشک پتوں سے پٹے
جن پر سال کے چوڑے پتوں کی
آ رہی ہیں ٹکرانے کی آوازیں
جو کسی کے آنے کا کر رہی ہیں اشارہ

کون ہے اور ہے کہاں؟
مجھے حیرانی ہوتی ہے
کہیں چھپی ہوئی کوئل
کچھ کہتی ہے اپنی زبان میں
جسے نہیں سمجھ پاتا میں

شاید رہنمائی کرتا ہے پیپل کا درخت
جو نرم کونپلوں کی آئی بہار سے
لگ رہا ہے کافی تر و تازہ
اور از سرِ نو جما

اس سے منعکس ہو رہا ہے
ایک ہالہ سا
یہ پیپل کا درخت اب تیار ہے
اس جشن کی صدارت کے لیے
جو جلد ہی وقوع پذیر ہونے والا ہے

کوئی جنم لے رہا ہے یہاں
باغ بھی شامل ہے اس درد میں
اوپر سے سارے واقعات کا گواہ
قدیم قدآور کدمب کا پیڑ
اپنے سرخ پھول کرتا ہے نچھاور
نیچے سمنٹ کی بنچ پر
خیر مقدم کرتا ہے
اس آنے والے کا

☆

خیر مقدم ہے میرے باغیچے میں

میرے گھر کے سامنے ہے
ایک چھوٹا سا باغیچہ
جستہ جستہ ہیں یہاں
ہری گھاس کے قطعے
اور انواع و اقسام کے گلاب

کھیلتی رہتی ہے یہاں
تتلیاں اور شہد کی مکھیاں
صبح سے شام تک بھنبھناتی ہوئی
اور بے فکری سے گھومتی ہوئی
غروبِ آفتاب کے بعد

چاند طلوع ہوتا ہے آسمان میں
وہ خوشی سے مسکرا کر
نچھاور کرتا ہے اپنی نرم کرنیں
پنکھڑیوں اور گھاس کو شبنم کی بوندیں
بنا دیتی ہیں ملائم
ان کو سلانے سے پہلے

اب آئے گی میری بچّی
اور شامل ہو جائے گی اس کھیل میں
تتلیوں اور شہد کی مکھیوں کے ساتھ
بڑھتی جائیں گی سرگرمیاں یہاں
جاگتا رہے گا باغیچہ
دیر تک رات گئے

☆

محبت کی زبان

مجھ تک جلد پہنچنے کی کوشش میں
بلند کرتا ہے وہ میری طرف اپنا ہاتھ
اور لڑکھڑا جاتا ہے ڈگمگاتے قدموں سے چلتا
اسے پختہ یقین ہے
کہ میں اٹھا لوں گا اسے
گلے لگا لوں گا اسے
یہ ظاہر کرنے کہ کتنا رکھتا ہوں اس کا خیال

وہ لفظوں سے نابلد ہے
لیکن بخوبی ادا کرتا ہے اپنا مافی الضمیر
اس کی سبک انگلیاں

باتیں کرتی ہیں اشاروں میں

اس کی چال بھی کہتی ہے کچھ

اس کی آنکھوں کے کنایے

اس کی مسکراہٹ

اوراس کا رونا

ہر شئے بن جاتی ہے اس کی زبان

ایک ماں کی طرح پہچانتا ہوں میں

کہ کب ہوتا ہے وہ بھوکا یا پیاسا

برہم یا غمگین

یا کب وہ سونا چاہتا ہے

اپنے بچّے کی قابلیت پر

بڑی حیرت ہوتی ہے مجھے

کہ کتنی آسانی سے وہ کر لیتا ہے

اپنے جذبات کی ترسیل

شناساؤں سے اور اجنبیوں سے

اپنے چاہنے والوں اور نہ چاہنے والوں سے

وہ کھیلتے کھیلتے

میرے ساتھ

اور اردگرد کے لوگوں کے ساتھ

سیکھتا ہے یہ زبان

محبت کی، محبت سے

☆

بھر جانے دو زخموں کو

سال بھر قبل

وہی دن تھا یہ

وہی صبح کے ابتدائی لمحات

منعکس ہو رہی تھیں

سورج کی نرم کرنیں

صبح کے ہر ایک گوشے سے

سرخ، سنہرے اور زرد گلابوں کی

قطاروں کے قریب سے گذرتے ہوئے

دوب کے وسیع قالین پر

میں نے دیکھا

جواہرات کی طرح
شبنم کے قطرات بکھرے ہوئے
سال کے درخت کی پتوں سے بھری
کسی شاخ سے
سنائی دیتی ہے ایک کوئل گاتی ہوئی
میں چونک پڑتا ہوں
جب کدمب کے پیڑ سے گرتا ہے
ایک پھول سمنٹ کی بنچ پر
مجھے لگتا ہے جیسے کوئی
کر رہا ہے میرا تعاقب

گذر گیا ایک سال
اب تم کھڑے ہونے لگے ہو
اپنے پیروں پر
تمہاری پیاری انوکھی مسکان
جیت لیتی ہے ہر ایک کا دل
چاہے شناسا ہو یا انجان
تمہارے چہرے پر ہے
فرشتوں جیسی ملائمت
جیسی ہوتی ہے صبح کے اولیں لمحات میں

یہی خواہش ہے میری آج کے دن

کہ دیکھوں یہ مسکراہٹ ہر دن

جب میں تھکا ہارا لوٹوں گھر

رات کے وقت دفتر سے

تمہاری آنکھوں کا طلسم

بھر دے گا دنیا کا ہر زخم

جیسے یہ آج دے رہے ہیں انجام

یہ غیر معمولی کام

☆

میری خواہشات تمہارے جنم دن پر

آہ میرے بچّے!
باہر طوفان ہے
ہوا بہہ رہی ہے تیز، بہت تیز
اپنی پوری رفتار سے
مظبوط ترین درخت بھی جھکے جا رہے ہیں
اور چاروں طرف ہے صرف تاریکی

سمندر میں زبردست اتھل پتھل ہے
کافی برہم ہیں واپس لوٹتے مچھوارے
لوگ ساحلی علاقوں سے
ہٹ چکے ہیں پیچھے۔

چکا چوند پیش رفت ہے
بجلی کی چمکتی تلواروں
اور کڑکتے نیزوں کی
نفرتوں میں ہیں شرابور لوگ
روٹیوں کی لوٹ کے دوران
دریغ نہیں کرتے کسی کا سر کاٹنے سے بھی

تم محفوظ ہو گھر میں
آزاد ہو ہر خوف و خطر سے
نہیں جانتے کہ کیا ہو رہا ہے باہر
ناواقف ہو ہر طرف مچی قیامت سے
یہی بہتر ہوتا شاید ہمارے لیے
کہ ہم بڑے نہ ہوئے ہوتے
یہ دیکھنے اور محسوس کرنے کے لیے
کہ جو تناؤ ہے ہمیں گھیرے ہوئے
اس تباہی سے مچی قیامت نے
کردیا ہے ہمیں زندہ درگور

حسد ہوتی ہے مجھے
تمہاری اس بے فکر زندگی سے

پھر بھی مانگتا ہوں دعائیں

اس خاص دن کے لیے

کہ تم سالہا سال یونہی رہو ہنستے کھیلتے

سلامت رہے تمہاری یہ معصومیت

جو ہے اس قدر خالص

کہ مسکرا سکتے ہو تم سخت ترین لمحات میں بھی

تمہاری وجہ سے تحفظ کا احساس ہوتا ہے

دوسروں کو بھی تمہارے ساتھ

اور معلوم ہے مجھے

آئے گا ایک دن وہ بھی

جب نہیں ہوگا کوئی خوف و خطر

اور نہ ہوگا کوئی رنج و غم یا درد

☆

شدید خواہش

اس کے نقشِ قدم سے قدم ملاتا ہوں
اس کے سایے کو چھونے کی کوشش کرتا ہوں
اس کی سانسیں سنتا ہوں
اس کی خوش خرامی دیکھتا ہوں
اس کے قدموں کی چاپ ہے
میرے کانوں کے لیے موسیقی
کہ وہ ہے میری زندگی
میری نظروں کے سامنے حرکت کرتی ہوئی
میری دنیا

وہ ہے کم سن ابھی ہلال کی طرح

لیکن مکمل ہو جائے گی یقیناً

مہِ کامل کی طرح

وہ نرم سی کونپل

سر سبز پیڑ بننے کی ہے خواہش مند

ایک کلی ہے ابھی

کھل جائے گی پھول کی مانند

چھوٹی سی گڑیا ہے وہ

چلتی ہے چٹانوں کے درمیان

اپنے ننھے قدموں سے

ندی کنارے بیٹھی ہوئی

لگتی ہے ایک جل پری جیسی

بھر دیتی ہے مجھے بے پناہ خوشیوں سے

جیسے بنا دیتی ہو زندگی کو زندگی

اس کی میٹھی آواز سننے کے لیے

اس کی معصوم اداؤں کی بلائیں لینے کے لیے

میں منتظر رہتا ہوں گھنٹوں

خود اپنی ہی موجودگی محسوس کرنے کے لیے

میرے جشنِ بہار میں

جان سی پڑ جاتی ہے
اس کی دیدار سے
اس کے ہونے سے ہے میری ہر خوشی
ورنہ ہر شئے ہوتی ہے نہایت معمولی

☆

محبت میں

ہر منٹ، ہر گھنٹہ، ہر دن
محسوس کرتا ہوں میں ایک قوت
جو ہے کششِ ثقل کی طرح حقیقت
زمان و مکان کے حصار بھی
نہیں روک پائے یہ محبت
جو پروان چڑھی ہے ہم دونوں کے درمیان
میری روح کی گہرائیوں سے
آتی ہے ایک پکار
کہ نبھاؤں میں ہر قول و قرار

یہ تلاش ہے سچائی کی

اور ایک نامعلوم حقیقت کی

معلوم سرحدوں کے پرے

وہ راستہ

نورِ محبت سے روشن ہوا تھا

جس پر ہم نے قدم رکھا

میں نے اسی طرح پایا ہے پیار

تمہارے بھیتر

جیسے شہد ہوتا ہے پھولوں کے اندر

محسوس کرتا ہوں

اس محبت کا لمس اپنے اندر

تلقین کرتا ہے مجھے خود سپردگی کی

پاک کرنا چاہتا ہے میری آلودگیاں

میں بھی چھوڑ کر اپنی چالاکیاں

بڑھنا چاہتا ہوں معصومیت کی طرف

کہ یہی ہے چاہت کا تقاضا

چاہتا ہوں تمہیں بہت زیادہ

کہ تم ہو ہی چاہے جانے لائق سرتاپا

ایک خوشبو سی بسی ہے میری روح میں

خدا کو دیکھتا ہوں تمہاری محبت میں
تمہارے اندر ایک گوشے کی جستجو ہے
کہ میں جسے چاہتا ہوں
وہ فقط تو ہے

☆

نہیں جانتا میں

میرے باغ کے گلاب ہیں
جیسے میری محبت
جن میں نظر آتا ہے تمہارا عکسِ معصومیت
اور یہ پھول سارے
نظر آتے ہیں تمہاری مسکان سے مشابہ

آسمان نظر آتا ہے خوشنما اور پیارا
جو منعکس کرتا ہے عکس تمہارا
اتھاہ سمندر مجھے پسند ہے
جس کی گہرائی تمہاری محبت جیسی ہے
پھر بھی خوفزدہ ہوں طوفان سے

جو بنا دیتا ہے آسمان کو پاگل
اُٹھتی ہیں سمندر میں اونچی لہریں
اور ہر شئے پر حاوی ہو جاتی ہے یہ اتھل پتھل

میں نہیں سمجھ پاتا کہ کیوں
چاہتا ہوں تمہیں اس قدر
بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہیں چاہتا ہوں
اور ضم ہو چکا ہے میرا وجود تمہارے اندر

☆

نئی زندگی

میرے تمام جذبات اور میرے گیت
گھل رہے ہیں آج ہواؤں میں
جیسے مضطرب سمندر کی لہریں
بلند ہو کر چھوتی ہیں افق پر آکاش کو
کہ دونوں کرسکیں ترسیل اپنے جذبات کی

تاریک شب کے لمحات میں
اکیلے چلنے کی تکان
ہوتی ہے ناقابلِ بیان
لیکن آج نہیں ہے یہ بات
کیونکہ تم ہو میرے ساتھ

گھنے سے گھنے جنگل میں بھی
چل سکتا ہوں میلوں

گھاس پر ہیں شبنم کے قطرے
ہواؤں میں پھولوں کی خوشبوئیں
رات کو ہے دن بننے کی جلدی
تو شام کو ہے ڈھلنے کی بے چینی
زندگی کی سنہری کرنیں
داخل ہوتی ہیں اس صدر دروازے سے
محبت نے کھول دیا ہے جسے

کہیں اس سرخوشی میں بھول نہ جائیں ہر کسی کو
ان کچھوؤں کا بھی کرنا ہے خیال
جو پڑے ہیں ساحل پر نڈھال
لیکن تمہارے چھوتے ہی
تمہاری نرم انگلیوں کا لمس پا کر
کھو جائیں گے وہ سمندر میں جا کر
ایک نئی زندگی کا آنند لینے کے لیے
محوِ خواب ہونے، آرام کرنے کے لیے

☆

شام کے لمحات

پتوں اور گھاس پر
دیکھتا ہوں شبنم کے قطرے
پھیلی ہوئی ہے روشنی ہر طرف
ڈھل رہا ہے سورج
وہ جا رہا ہے عروسِ شام سے ملنے
جا چھپے گا اس کے گھونگھٹ میں

دھند بنا دیتی ہے ہر شئے کو پراسرار
شامیانۂ شام میں جڑے ہیں ستارے بے شمار
شاخوں پر چڑیاں کر رہی ہیں ادا
گانے کا فریضہ

سماں سا باندھ دیا ہے
ان کی گیتوں نے
اس دلہن کا خیر مقدم کرنے کی خاطر

شام کا وقت میرے لیے
منفرد ہوتا ہے
کس کا رہتا ہے انتظار مجھے
نہ جانے
ننھی ننھی خواہشات دل میں
ہو جاتی ہیں جواں
کہ وہی ہے میری جانِ جاں
یقین ہے ضرور آئے گی وہ یہاں
میرے پاس، میرے قریب
اس کے لیے
میرے دروازے ہیں کھلے ہوئے
آخر میں جی رہا ہوں کس کے لیے

☆

ٹرین کی کھڑکی میں بیٹھی لڑکی

ہلکے سبز کپڑوں میں ملبوس
میرے سامنے وہ بیٹھی تھی
کھڑکی سے باہر دور تک پھیلے
سبز لہلہاتے کھیت دیکھتی ہوئی
جب ٹرین نے رفتار پکڑ لی
اس نے اپنے بالوں کا جوڑا کھول دیا
باہر پرواز کر جانے کے لیے شاید

دور آسمان میں اڑ رہا تھا
پرندوں کا ایک جھنڈ
جسے دیکھ کر وہ خوش ہو اٹھی

پھر اس نے اندر کی طرف گھمایا اپنا سر
اور خاموش بیٹھے مسافروں پر
اچٹتی سی ڈالی ایک نظر
اس کے چہرے پر پھیل گئے
غصے اور ناخوشگواری کے تاثرات

جب بارش کی پھوار اندر آنے لگی
اس کھڑکی سے جہاں وہ بیٹھی تھی
سب نے مجبور کیا اسے
کہ وہ کھڑکی بند کر دے
تو اس نے گنگنانا شروع کر دیا
سب کو دلاسہ دینے کے لیے
اور اپنا احتجاج جتانے کے لیے

اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں تھیں
اس کے لہراتے دوپٹے کی طرح بے قراریاں
مونگ پھلی کے دانے جو وہ کھا رہی تھی
ان میں سے ایک دانہ اچھل کر
چلا گیا کھڑکی کے باہر
اسے اپنے ساتھ باہر سیر کی دعوت دیتا ہوا

ٹرین کے ڈبے کے اندر
ایسا کچھ بھی نہیں تھا
جس پر ٹکی رہ سکتیں اس کی آنکھیں
کھڑکی کے باہر بھاگتے
قدرتی مناظر میں ہی تھیں
تمام اس کی دلچسپیاں

میری خواہش تھی کہ ہوتے اس کے پر
کہ اکتا گئی تھی وہ ٹرین کے اندر
لیکن افسوس نہیں تھا مجھے قطعی
کیونکہ وہ آزاد ذہن
حسبِ خواہش جب چاہتی
باہر کھلی فضا میں اڑ سکتی تھی

☆

کسی دن

اگر میں تم سے کبھی مل پاؤں
اور دل کھول کر دکھا سکوں
تو پوچھوں گا کہ کیسا لگتا ہے تمہیں
یا کچھ محسوس بھی کرتی ہو
جب جب یاد کرتا ہوں تمہیں

میں کھول کر دکھاؤں گا اپنے زخم
جو نہیں ہوئے، اب تک مندمل
جو لگائے ہیں تمہاری بے اعتنائی نے
اور میرے جذبات کے تئیں
تمہاری سرد مہری نے

یا یہ پوچھنا چاہوں گا
کہ کیا تم پتھر کی طرح ہو سنگ دل
کیا اسی طرح تم روسکتی ہو
جس طرح تم ہنستی ہو

تمہارا کیا بگڑ جاتا
اگر تم اس بے رخی کی بجائے
مسکرا دیتی میری طرف دیکھ کر
میری چاہت کی خاطر

سوچتا ہوں ایک سوالی بن کر
اپنی سرکش خواہشات کے آگے مجبور ہو کر
پہنچ جاتا کسی طرح تمہارے در پر
عرض کرنے اپنا حالِ دل

میرے دل کے جذبات
باہر آنے کے لیے ہیں بے قرار
کوہِ آتش فشاں سے نکلنے والے لاوا کی طرح
جو بناتا ہے زمین کو زرخیز
میں چاہتا ہوں نئے الفاظ

جو بیان کر سکیں میرا حالِ زار
اور میں وہ کہہ سکوں
جو کہنا چاہتا ہوں

☆

ننھی جل پری

طویل ساحلِ سمندر پر چلتے ہوئے
ریت کے ٹیلوں پر سے سنائی دی مجھے
ایک ننھی جل پری کی 4
دھیمی سی آواز کی گونج

مجھے یقین ہے وہ آئی ہوگی
سمندر کی گہرائیوں سے
کسی مچھوارے کے جال میں پھنسی
لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا
کہ وہ مجھے ہی پکار رہی تھی
یا اسے میری ضرورت تھی ☆

باغیچے میں پری

باغیچے میں سبز قطعۂ زمین پر
بیٹھی ہوئی ہے ایک پری
باتیں کرتی ہوئی
اپنی سہیلیوں سے
اسے دیکھ کر
پھول کھلنے لگے
ہوائیں بہنے لگیں
چہروں پر رونق آگئی
شہد کی مکھیاں مصروف ہوگئیں
بھنبھناتی پھر رہی ہیں باغیچے میں
اس پری کی کہانیاں سناتی

کھلے آکاش میں پرندوں کا غول
دو حصوں میں بٹا
آبیٹھا ہے ایک قریبی شاخ پر
آمنے سامنے
چونچ سے چونچ ملائے

اڑتے ہوئے بادلوں کے جھنڈ
ایک دنیا سے دوسری دنیا تک
پیغام رسانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے
ٹھہر جاتے ہیں کچھ لمحوں کے لئے
اس منظر کو نگاہ بھر کر دیکھنے کے لیے

☆